

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی

انتساب

اپنے دادا سید محمد خورشید نقوی مرحوم اور دادی صاحب سیدہ بنت قاطرہ مرحومہ

و

اپنے پیارے والدین

سید حسن نقوی مرحوم ولد سید محمد خورشید نقوی مرحوم

و

سیدہ سردار فاطمہ زیدی مرحومہ بنت سید ظہیر حسین زیدی مرحوم

و

اپنے شیخ تابا سید محمد حسین نقوی مرحوم

و

اپنی شیخ پوچھی سیدہ فرجس خاتون (مرحومہ)

و

اپنی بیان سیدہ فتحم قاطرہ نقوی (مرحومہ)

اور

اپنے پیارے استاذ پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد شہباز مرحوم

کے نام

ضابطہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب:	ایتلاعے دشت
مرشیغ:	ڈاکٹر سید ابو الحسن نقوی
تاریخ اشاعت:	اکتوبر ۲۰۱۳ء
طبع:	اللاب گرافس پل شوالہ مان
ناشر:	کتاب گرنسن آرکیڈ مانی کینٹ
ہمیز:	۳۰۰/- روپے

فہرست

صفحہ	عنوان	شمار
۹	☆..... حرف پڑی رائی	۱
۱۱	☆..... نعت	۲
۱۳	☆..... مری آگھی ہے حسین سے	۳
۱۷	☆..... مرادِ جوان علی سے ہے	۴
۲۰	☆..... منقبت امام رضا	۵
۲۳	☆..... مولا عباس	۶
۲۶	☆..... حضرت عباس	۷
۲۸	☆..... مرادِ جوان علی سے ہے	۸
۳۰	☆..... منقبت امام زمانہ	۹
۳۲	☆..... ایوریاپ	۱۰
۳۴	☆..... انسان غدرِ خیم والے	۱۱
۳۹	☆..... ایک خواہش	۱۲
	☆..... جب کبھی مشکل پڑی	۱۳

شمار	عنوان	صفحہ
۱۲	☆..... خدا کی بات	۳۳
۱۵	☆..... قنبری رستوں پر چل کر	۳۵
۱۶	☆..... کہہ کہہ کے یا علی	۳۷
۱۷	☆..... المدیا علی المدیا علی	۳۹
۱۸	☆..... سالار ڈھونڈ کر لاؤ	۵۱
۱۹	☆..... وہ میرا علی میرا علی میرا علی ہے	۵۳
۲۰	☆..... مجتہد مجتہد	۵۵
۲۱	☆..... معصومہ قم سے	۵۷
۲۲	☆..... انسان ہے قم میں	۵۹
۲۳	☆..... وقتی لوگ	۶۱
۲۴	☆..... بیدار نہیں ہے	۶۳
۲۵	☆..... چلے تم آؤ مشہد میں	۶۵
۲۶	☆..... ذر جانا نہیں سکھا	۶۷
۲۷	☆..... جانے یا علی	۶۹
۲۸	☆..... علی وا لے	۷۱

صفحہ	عنوان	شمار
۷۳	☆..... مرشدِ عوّن و محمد	۲۹
۱۰۳	☆..... نوح	۳۰
۱۰۵	☆..... زینب اور سجاد	۳۱
۱۰۸	☆..... قطعہ	۳۲

☆☆☆☆☆

نعت

میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں
میں غلام آل رسولؐ ہوں

یہ جہان اُنکے کرم سے ہے
یہ مقام شاہِ اُمّہ سے ہے
یہ جہاں میں رحمت حق جو ہے
یہ انہی کے نقش قدم سے ہے

میں مریض عشقِ رسولؐ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

میں غلام شیر خدا بھی ہوں
در فاطمۃؓ کا گدا بھی ہوں
میرے دل میں حبِ حسن بھی ہے
میں محبت کرب و بلا بھی ہوں

میں غلام سبطِ رسولؐ ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

ملا فاطمہ کو وہ مرتبہ
کریں رشک جس پہ سب اعیاً
یہ وہ ذاتِ پاک عظیم ہے
کرے جس کی آپ شا خدا

میں بھی خاکپائے بتوں ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

میں ہوں نقوی شاعر کر بلا
میری شاعری کی بساط کیا؟
جو حروف میں نے رقم کئے
وہ کریں قبول نبیؐ خدا

میں جو مدح خوان رسول ہوں
میں نبیؐ کے پاؤں کی دھول ہوں

مری آگھی ہے حسین سے

مری آگھی ہے حسین سے
مری آشٹی ہے حسین سے
یہ خدا کا جگ میں جو نام ہے
جو نبیؐ کا اب بھی نظام ہے
یہ خدا کے ذکر کی محفلیں
یہ جواب بھی اس کا کلام ہے

مری بندگی ہے حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

مرے دل دماغ کی آشٹی
مرے ہر نفس کی یہ تازگی
مرا بولنا مرا سوچنا
مری دونوں آنکھوں کی روشنی

مری زندگی ہے حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

یہ ہمارا ذکر یہ مجلسیں
یہ خدا رسول کی مخلفیں
یہ جلوس نوے یہ مرثیے
یہ ولائے آل کی برکتیں

یہ علیٰ علیٰ ہے حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

یہ بڑا کرم ہے حسین کا
مرے گھر علم ہے حسین کا
مری مشکلوں میں وہ ساتھ ہیں
مرے غم میں غم ہے حسین کا

مری ہر خوشی ہے حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

مرا قلب رہتا ہے چین میں
وہ اثر ہے ذکر حسین میں
یہ دعا ہے پاک بتوں کی
یہ جو اشک آیا ہے نین میں

ہوا قیمتی یہ حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

یہ حسین ہی کا تو ہے اثر
ہوا یہ کلام جو معتبر
جو قلم نے کر دیا ہے رقم
یہ مرے امام کی ہے نظر

مرا نام بھی ہے حسین سے
مری آگھی ہے حسین سے

جو بھی ماتی ہے حسین کا
کرے فرض زینی وہ ادا
یہ حسین ہی کا تو عشق ہے
مرا دل بھی بن گیا کربلا



مرا دل جوان علیٰ سے ہے

میرا دل جوان علیٰ سے ہے
میرا سب جہان علیٰ سے ہے
اسی نام میں ہے مری بقا
اسی نام ہی سے ہے ارتقاء
یہ علیٰ علیٰ ہی کا فیض ہے
یہ جو ہر طرف ہے خدا خدا
یہ نبیٰ کا مان علیٰ سے ہے
مرا دل جوان علیٰ سے ہے
مرا سب جہان علیٰ سے ہے
مرا دل کی بات علیٰ علیٰ
ہے مری نجات علیٰ علیٰ
مرا زندگی اسی لفظ میں
مرا کائنات علیٰ علیٰ
مرا سائبان علیٰ سے ہے
مرا دل جوان علیٰ سے ہے
مرا سب جہان علیٰ سے ہے

ہے یہاں علیٰ ہے وہاں علیٰ
ہے خدا کے گھر کی اذان علیٰ
یہ نہ پوچھئے ہے کہاں
ہے جہاں خدا ہے وہاں علیٰ

مرا سائبان علیٰ سے ہے
مرا دل جوان علیٰ سے ہے
مرا سب جہان علیٰ سے ہے

یہ دل و دماغ کی راحتیں
مرنی زندگی کی سہولتیں
مرے جسم و جان کی تازگی
یہ حلال رزق کی برکتیں

مرا اطمینان علیٰ سے ہے
مرا دل جوان علیٰ سے ہے
مرا سب جہان علیٰ سے ہے

مرے لفظ لفظ میں ہے جواہر
یہ علیٰ پاک کی ہے نظر
یہ ہے مجھہ اسی نام کا
جو کئے سکون سے ہر سفر

مرا کاروان علیٰ سے ہے
مرا دل جوان علیٰ سے ہے
مرا سب جہان علیٰ سے ہے



منقبت امام رضا

نہ جغا کشی نہ دعا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے

میرا علم تیرے کلام سے
میرا دل بڑھے ترے نام سے
میں خدا سے جب بھی کروں طلب
تو کرے عطا وہ امام سے

مرا ان سے رشتہ خدا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے
یہ مرے امام کی ہے نظر
مری شاعری میں ہے جو اثر
ہے دعامری کہ یہ زندگی
یونہی ذکرآل میں ہو بر

یہ غلام اہل وفا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے

میرافن ہے ان کی نگاہ سے
میری آن آٹھویں شاہ سے
مری رہبری کو امام ہیں
مجھے خوف کیا کسی راہ سے

مری راہ کرب و بلا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے

میرے لب پا آئے جو یا رضا
مری آنکھ دیکھے یہ مجذہ
مجھے ہر مرض سے شفاء ملے
ہو مداوا ہر غم و درد کا

نہ طبیب سے نہ دوا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے

نہیں ڈر یزیدی نظام کا
مرے سر پہ ہاتھ امام کا
رو حق پہ چلنے کی بات ہے
بڑا حوصلہ ہے غلام کا
یہ خمیر خاک شفا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے
میں ہوں معتبر اسی خاک سے
ہو بلاوا مشہد پاک سے
سبھی زائروں سے امام کے
ملے جا کے نقوی تپاک سے
مری آرزو یہ صدا سے ہے
یہ عطا امام رضا سے ہے

مولاعباس

تو وفائے حق کا امام ہے
تجھے انبیاء کا سلام ہے
تو خدا کے شیر کا شیر ہے
یہ عدو کی عقل کا پھیر ہے
کہاں کرسکے گا مقابلہ
ترانام لینے کی درپر ہے
مرا بن گیا وہیں کام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے
مری مشکلوں میں تو ساتھ ہے
مری راحتوں میں تو ساتھ ہے
مجھے پھر یزید سے خوف کیا
میرے سر پہ جب ترا ہاتھ ہے
یہ حقیر ادنیٰ غلام ہے
تو وفائے حق کا امام ہے

تری دسترس میں نظام ہے

تو وقارے حق کا امام ہے

مجھے مشکلوں کا کہاں ہو غم؟

مرے ہاتھ میں ہے ترا علم

میرے پاؤں ہیں تیری راہ پر

مری آنکھ ہے ترے غم میں نم

ترے ذکر ہی کو دوام ہے

تو وقارے حق کا امام ہے

مرے ہاتھ میں ہے ترا قلم
مرے سر پہ سایہ کرے علم
ہو تخیلات میں کربلا
کروں پھر تری میں شاء رقم

مرا رات دن یہی کام ہے
تو وقارے حق کا امام ہے

یہ دعا ہے نقوی کہ ہر قدم
بڑھے حق کی راہ پہ دم بدم
میں انھوں تو حشر کے روز بھی
مرے ہاتھ میں ہو ترا علم

ترے ذکر سے مرا نام ہے
تو وقارے حق کا امام ہے

حضرت عباس

وفا کے ذکر میں عباس ہی اگر نہ رہے
وہ ذکر عرش پہ بھی ہو تو معتبر نہ رہے

یقین نہ آتا تھا چھن جائے گی کبھی چادر
ہوا ہے یوں کہ جب عباس نامور نہ رہے

وہ جس کے قلب میں عباس سے نہ ہوا لفت
دعائے فاطمہ زہرا سے بہرہ ورنہ رہے

علیٰ و آلِ علیٰ ہی کا ذکر جس میں نہ ہو
کلام جتنا بھی اعلیٰ ہو پر اثر نہ رہے

وہ جس میں بوئے والائے علیٰ نہ ہونقوئی
وہ گھر خدا سے بھی منسوب ہو تو گھر نہ رہے



سالار ڈھونڈ کر لاو

کوئی بہشت کا سردار ڈھونڈ کر لاو
حسین سا کوئی سالار ڈھونڈ کر لاو

غلام بن کے رہوں گا تمہارا محشر تک
علیٰ سا ہو تو تم اک بار ڈھونڈ کے لاو

خدا نے جسکو اُتارا علیٰ کے ہاتھوں میں
کہیں سے ایسی تو تکوار ڈھونڈ کے لاو

کھڑا ہو پیاس کی شدت میں بیچ پانی کے
کہیں سے ایسا وفا دار ڈھونڈ کے لاو

نبیؐ کی مند عالی پ تم بٹھا دینا
علیٰ سا کوئی تو کردار ڈھونڈ کے لاو

زمانہ آج بھی اصغرؑ کے ساتھ ہے نقویؑ
تم حرمہ کا طرف دار ڈھونڈ کے لاو



منقبت مولا امام زمانہ

مشکلین ہیں اس دیار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

جہاں گیلپائے گا
علیٰ کا لال آئے گا
علیٰ کی تبغ کھینچ کر
تمہیں سبق سکھائے گا

وہ آئے گا جو اقتدار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں
ضمیر پختن ہے وہ
کہ ثانی حسن ہے وہ
وہ سارے بت گرائے گا
علیٰ کا بت شکن ہے وہ
پھر آئے گا جہاں قرار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

جہاں کا جبر دیکھ لو
ہمارا صبر دیکھ لو
اگر ہے شک تمہیں ذرا
علیٰ کی قبر دیکھ لو
ہیں گویا ہم بھی کارزار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں
جو نورِ کائنات ہو
کہاں وہاں پر رات ہو
کہاں پر آئیں مشکلین
امام اگر حیات ہو
خلوص پیدا کر پکار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

علیٰ کا ذکر کم نہ ہو
علم ہمارا خم نہ ہو
یہ ذکر پاک ہو نہ گر
خدا کا بھی کرم نہ ہو

ہم علیٰ کے ہیں حصار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

ہے جب تک یہ آسمان
رکے نہیں یہ کارروائی
خدا کا ذکر ہے جہاں
علیٰ کا ذکر ہے وہاں

جیت بھی چھپی ہے ہار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں

گرے نہیں کبھی علم
رکے نہیں کبھی قلم
علیٰ کے لال کے لئے
رہے گی یونہی آنکھ نہ
یونہی جیو اسی دیار میں
ہر کوئی ہے انتظار میں



بوتراب

حق تیرے در پا تا ہے انسان بوتراب
اللہ کا ہے خلق پا احسان بوتراب.

ضربت لگی جو مسجد کوفہ میں فجر کو
سجدے میں خون میں ہو گیا غلطان بوتراب

میدان کل بھی ڈرتا تھا نعرے کی گونج سے
باطل ہے اب بھی اس سے پریشان بوتراب

اب تک جو دیں باقی ہے اس کائنات میں
اولاد کا ہے یہ تری فیضان بوتراب

جب تذکرہ کیا ہے ترا عقل نے وہیں
دیکھا ہے ہم نے سچا مسلمان بوتراب

معنی جو مجھ سے پوچھتے ایمان کے ہو تم
میرا تو کل کا کل ہی ہے ایمان بوتراب

مشکل کا میری حل علی، ہر درد کا علاج
میرے ہر ایک درد کا درمان بوتراب

خندق کا معركہ یہ بتاتا ہے آج بھی
ایمان اور کفر کی پہچان بوتراب

انکار کر کے تیری ولایت کا آج بھی
مشکل میں رہ رہا ہے مسلمان بو تراب

جو تمحض سے دشمنی کرے در تیرا چھوڑ دے
بخشش کا پھر کہاں رہے امکان بو تراب

توفیق دے کہ زندگی اپنی گزار دیں
بن کر غلام میمُون و سلمان بو تراب

حق نے مجھے بھی آج یہ توفیق بخش دی
اس منقبت کا رکھ دیا عنوان بو تراب

دل میں ہے یا علیٰ تو زبان پر بھی یا علیٰ
نقویٰ تری نجات کاسامان بو تراب

انسان غدرِ خم والے

اگر ہوتم بھی مسلمان غدرِ خم والے
بھلانے کس لیے، پیاں غدرِ خم والے

میں آج بھی جو علیٰ کے عدو کو دیکھتا ہوں
تو یاد آتے ہیں فرمان غدرِ خم والے

علیٰ کو دیکھ لیا ہے نبیٰ کے ہاتھوں پر
تو کس لیے نہ ہوں نازاں غدرِ خم والے

خدا کے گھر میں کرو تم بھی ذکر حیدر کا
پسند اس کو ہیں انساں غدیر خم والے

کہیں بھی ذکر علیٰ ہو اگر زمانے میں
ہمیشہ ہوتے ہیں شاداں غدیر خم والے

مصیبتوں میں گھرے ہوں تو دیکھ لونقوی
کبھی نہ ہوں گے پریشاں غدیر خم والے



ایک خواہش

کاش میں روز ولایت کو اٹھایا جاتا
میشم و قنبر و سلمان میں پایا جاتا
میں بھی سردار ولایت کی زیارت کرتا
جب انہیں دست نبوت پہ اٹھایا جاتا
میں بھی اونٹوں کے پلانوں کو اٹھا کر رکھتا
منیر شاہ ولایت جو بنایا جاتا
میں بھی خود چوم کے ہاتھوں کو مبارک دیتا
جب مجھے خیمه سادات میں لایا جاتا

میں بھی اٹھاٹھ کے وہاں دید علیٰ کی کرتا
خطبہ خم عذری جو سنایا جاتا
کاش اونٹوں کے پلانوں میں سے میں بھی ہوتا
اور مجھے مغبر حیدر میں لگایا جاتا
پھر تو نقوی بھی شاء خوان ولایت ہوتا
اس کو اشعار سنانے کو بلایا جاتا



سب نے پکارا یا علیٰ

جب کبھی مشکل پڑی
سب نے پکارا یا علیٰ

تم اب سنو یہ واقعہ
جب معركہ جوبن پڑتا
اور تین دن کے بعد بھی
خیر کا در نہ کھل سکا

تب بات جب نہ بن سکی
سب نے پکارا یا علیٰ

جب نوح نے کی بد دعا
ہر سمت سے طوفان بڑھا
کرکشی بنا کر حق طلب
بیٹھے بنام لا الہ

جب نوح کی کشتی گھری
سب نے پکارا یا علیٰ

خندق کا وہ میدان تھا
جب عمر عبد وہ چلا
ہے کوئی جو آکر لڑے
لکار کر اس نے کہا

اصحاب کی جاں پر بنی
سب نے پکارا یا علی
دور عمر کا ہے واقعہ
در پیش تھا اک مسئلہ
جب حل نہ اس کو کرسکے
اصحاب سے پھر یہ کہا

کس جا پہ ہیں حق کے ولی
سب نے پکارا یا علی

خدا کی بات

علی کا نام جو لے کر معاملات کرے
ہر ایک دور میں وہ دفع مشکلات کرے

وہ جس کے چہرے پہ کرنا نظر عبادت ہو
جو اس کی بات کرے وہ خدا کی بات کرے

تمام اس کی عبادت ہی رائیگاں ہوگی
علی کا نام نہ لے کر جو واجبات کرے

علیٰ کو چھوڑ کے غیروں کے در پہ جو جائے
بھر کے نور میں اپنے لیے وہ رات کرے

علیٰ کی شان میں جو منقبت لکھی میں نے
وہ اس کو میرے لیے باعث نجات کرے



تمہیں ہر ہر قدم مشکل ملے گی
یہ حق کی راہ ہے چلنا سنبھل کر

نشان منزل توحید یزداں
ملے گا قنبری رستوں پہ چل کر

رکھی ہے دشمنی آل نبی سے
رسول پاک کے ٹکڑوں پہ پل کر

رہ باطل پہ ہوگی بے سکونی
سکون ملتا ہے بس حق پر نکل کر

یہ نقوی مشکلاتِ زندگانی
علیٰ کے نام سے ان سب کو حل کر



کہہ کہہ کے یا علیٰ

انسان کو بچالیا کہہ کہہ کے یا علیٰ
جنت میں گھر بنالیا کہہ کہہ کے یا علیٰ
ماتا کہ ناتوان تھا نازک بدن تھا میں
ہر بوجھ کو اٹھا لیا کہہ کہہ کے یا علیٰ
دنیا تو خواہشات کے چنگل میں پھنس گئی
ہم نے جو چاہا پالیا کہہ کہہ کے یا علیٰ
لکھتے رہے گناہ فرشتے تمام عمر
میں نے انہیں مثالیا کہہ کہہ کے یا علیٰ

دنیا بھلک رہی ہے خدا کی تلاش میں
ہم نے خدا کو پالیا کہہ کے یا علیٰ

جب شک ہوا کسی پر حلال و حرام کا
نقوی نے آزمایا کہہ کے یا علیٰ



المدد یا علیٰ

ہر مسلمان کی آرہی ہے صدا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ

ذکر مولا میں مصروف رہتا ہوں میں
جب بھی مشکل میں ہوتا ہوں کہتا ہوں میں
میری اوقات کیا خود نبیؐ نے کہا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ

میرا عالم میں بننا سنورنا علیٰ
میرا جینا علیٰ میرا مرنا علیٰ
منہ سے نکلے مرے جب بھی آئے قضا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ

یہ جو مومن کی ہمت کی آواز ہے
میرے مولا علیٰ ہی کا اعجاز ہے
المدد یا خدا المدد یا خدا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ

پھر سے اب سریزیدی اٹھانے لگے
پرچم حق کو پھر سے جلانے لگے
ہر طرف بن رہی ہے ننی کربلا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ
میں یونہی ذکر مولا کا کرتا رہوں
عشق کے امتحان سے گزرتا رہوں
آئے نقویٰ کے ہونٹوں پہ وقت قضا
المدد یا علیٰ المدد یا علیٰ

اب بھی ہے گھر گھروہ علیٰ

مومنو کو جو پلائے جام کوثر وہ علیٰ
جس کے سونے کیلئے احمد کا بستر وہ علیٰ

آج تک جس کی شجاعت کا عدد بھی دم بھرے
جس نے انگلی سے اکھاڑا باب خیر وہ علیٰ

جس کا نعرہ آج بھی ایماں کی عظمت کی دلیل
جس کا سایہ ہے ہر اک مومن کے سر پر وہ علیٰ

اس کی عزت کیلئے یہ بات ہی کافی ہوئی
فاطمہ جیسی عظیم ہستی کا شوہر وہ علیٰ

جس کی عظمت کو گھٹانے والے خود ہی مٹ گئے
ذکر جس کا ہو رہا ہے اب بھی گھر گھروہ علیٰ

جونیٰ کے علم و حکمت کی ایسیں اک ذات ہے
وارثوں میں جس کے ہیں شیر و شیر وہ علیٰ

دشموں کے دل دہل جاتے تھے جس کو دیکھ کر
جیت لے بازی ہر اک میداں میں اڑ کر وہ علیٰ



وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

جس نام کے لینے سے بلا سر سے ٹلی ہے
وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

افلاک پر رکھتا ہو جو مسجد سے نگاہیں
منبر سے جو دیتا ہو سلوانی کی صدائیں
قندیل جلی جس سے امامت کی جلی ہے
وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

لکار کے میداں میں جو مرحب کو سزادے
انگلی کے اشارے سے جو خبر کو ہلا دے
صفین کے میدان کا جو مرد جلی ہے
وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

ہر گز نہ سوارب کے جبیں جس کی جھلی ہو
اور لرزائ زمیں کفر کی جس دم سے ہوئی ہو
جو علم کا پیکر ہے شجاعت کا ولی ہے
وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

جو بچپنا ایمان کے آنگن میں گزارے
جو چلنا بھی سکھے تو محمدؐ کے سہارے
وہ ذات جو آغوش نبوت میں پلی ہے
وہ میرا علیٰ میرا علیٰ میرا علیٰ ہے

محبّتے^۱ محبّتے^۲

آج عالم میں ہے ہر طرف یہ صدا
آؤ مل کر کریں محبّتے^۳ محبّتے^۴

مومنو آج پہنو نیا پیراں
آج پیدا ہوئے ہیں امام زمّن
آج زہرا کو نعمت ہوئی ہے عطا
آؤ مل کر کریں محبّتے^۳ محبّتے^۴

اس کی جھولی کبھی بھی نہ خالی رہے
جو بھی مولا حسن کا سوالی رہے
ان کے صدقے سے مانگو خدا سے دعا
آؤ مل کر کریں محبّتے^۳ محبّتے^۴

آج میلاد بھی اس کا اظہار ہے
اس گھرانے سے کتنا ہمیں پیار ہے
اپنی خوشیوں کا بس ہے یہی راستہ
آؤ مل کر کریں مجتنے مجتنے

یہ دعا ہے کہ نمرے لگاتے رہیں
ان کی خوشیوں میں خوشیاں مناتے رہیں
اور توفیق اس کی ہمیں دے خدا
آؤ مل کر کریں مجتنے مجتنے

جب بھی نقوی نے لب سے کہا یا حسن
دور اس کی ہوئی زندگی کی گھشن
یہ بھی ہیں ہر زمانے کے مشکل کشاء
آؤ مل کر کریں مجتنے مجتنے

معصومہ قم سے

اسلام کو دوام ہے معصومہ قم سے
عورت کا احترام ہے معصومہ قم سے

ہے اس نے نظام کی پہچان خینی
رہبر کا مگر نام ہے معصومہ قم سے

میرا یہ حرفاں ہے بی بی کی بدولت
میرا یہ سب کلام ہے معصومہ قم سے

عالم جہاں میں قم کے ہیں ہر ہر مقام پر
شیعیت کا یہ نظام ہے معصومہ قم سے

قم کا نگر ہے علم کا مأخذ جہان میں
عالم کا احترام ہے معصومہ قم سے

روشن حرم ہے شہر میں مانند آفتاب
یہ نور در و بام ہے معصومہ قم سے

لبی بی کے فیض ہی سے ہے نقوی محب آل
شیعہت جہاں میں عام ہے معصومہ قم سے



انسان ہے قم میں

مولانا علی و فاطمہ کی جان ہے قم میں
انسان پر اللہ کا احسان ہے قم میں

جگنگ ہوا ہے سارا جہاں جس کے نور سے
اک ایسی ذات نیرتباں ہے قم میں

ڈرتے ہیں سامراجی خداوں سے مسلمان
پھر خوف ہو کیا اگر انسان ہے قم میں

گر قم کو بچاؤ گے تو اسلام بچے گا
دین رسول پاک کی پہچان ہے قم میں

نقوی نہ قم سے رابطہ ٹوٹے تمام عمر
انسان کی نجات کا سامان ہے قم میں



وہی لوگ

رستہ جو جوڑ لیتے ہیں زھراء کے لال سے
راہِ خدا میں سر کو کھاتے وہی ہیں لوگ

رکھتے ہیں رابطہ جو علیٰ و بتوں سے
دنیا میں رہ کے خلد کماتے وہی ہیں لوگ

جن کو یقین ہیں آئیں گے مشکل کے وقت میں
نعرہ علیٰ ولی کا لگاتے وہی ہیں لوگ

جن کو ہے غم رسول کی بیٹی کے لال کا
فرش عزاء پہ اشک بھاتے وہی ہیں لوگ

اب بھی عمل جو کرتے ہیں فکر یزید پر
سرکاث کر سنان پہ چڑھاتے وہی ہیں لوگ



بیدار نہیں ہے

جو قوم اپنے دور میں بیدار نہیں ہے
پھر اس کا اس جہان میں کردار نہیں ہے

اُنھیں جائے ہاتھ ماتم شہیر میں جو نہیں
ہرگز وہ عزادار گنہگار نہیں ہے

کرتا رہے جو دشمنی آل رسول سے
کچھ بھی بنے وہ صاحب کردار نہیں ہے

عباش نے بتا دیا یہ گھاث چھین کر
کچھ غم نہیں جو ہاتھ میں تلوار نہیں ہے

ہو جسم مگر روح نہ اسلام کی پچے
گر دین میں حسین کا انکار نہیں ہے

نقوی رہے نہ دولت عقبے پھر اس کے پاس
انسان اگر شہ کا عزادرار نہیں ہے



چلے تم آؤ مشہد میں

اگر ہو جائے ظالم سب زمانہ
چلے تم آؤ مشہد میں
اگر سویا مقدر ہے جگانا
چلے تم آؤ مشہد میں

نبی کے دیں کا متوا لا یہاں پر
خدا کے نور کا ہالہ یہاں پر
اگر توحید ہے دل میں بسانا
چلے تم آؤ مشہد میں

بیہاں کی بات دیکھی ہے زالی
تھی دامن نہ لوٹا ہے سوالي
تمہیں بھی گر مرادوں کو ہے پانا
چلے تم آؤ مشہد میں

زیارت کو جویاں اک بار جائے
گناہاں کبیرہ وہ منائے
اگر تم چاہتے ہو آزمانا
چلے تم آؤ مشہد میں

اگر نقویٰ کبھی مشکل میں آؤ
تم اپنے آپ کو گردش میں پاؤ
نہ ہرگز مانگنا کچھ نہ بتانا
چلے تم آؤ مشہد میں

ڈرجانا نہیں سیکھا

علیٰ کے چاہنے والوں نے ڈرجانا نہیں سیکھا
کبھی بھی چھوڑ کر میدان گھر جانا نہیں سیکھا

اگر یہ دور ظالم ہے تو ہم بھی ہیں علیٰ والے
بچا کر جان کو اپنی گزر جانا نہیں سیکھا

سفینہ آں کا ہے اور بیٹھے ہیں علیٰ والے
کسی طوفان سے گھبرا کر اتر جانا نہیں سیکھا

علیؑ والے ہیں خبر کے تلے بھی یا علیؑ ہوگا
کسی مشکل سے گھبرا کر مکر جانا نہیں سیکھا

علیؑ کے نام کی محفل ہو تو ہم بھی کھنچے جائیں
جہڑ ہو ذکر غیروں کا ادھر جانا نہیں سیکھا

علیؑ مولا پر مرتے تھے علیؑ مولا پر مرتے ہیں
کبھی غیروں کے در پر جا کے مر جانا نہیں سیکھا

دعا ہے در پر زہرا کے مرا سجدے میں دم نکلے
علیؑ مولا کے در کو چھوڑ کر جانا نہیں سیکھا

حسینی قافلہ ہے یہ یونہی چلتا رہے نقوی
یہ ایسی راہ ہے جس پر شہر جانا نہیں سیکھا

جانے یا علیؑ

مؤمن کی ہر گھری ہے صدا جانے یا علیؑ
ٹھوکر گئی تو ہم نے کہا جانے یا علیؑ

آویزاں کر کے پر چم عباش اپنے گھر
دیوار و در پر ہم نے لکھا جانے یا علیؑ

دل میں سوائے ذکر علیؑ کچھ نہیں رہا
ہر وقت دل سے آئے صدا جانے یا علیؑ

گھر دل میں ہے ولائے در آل مرتفع
لکھ کر تو اپنے در پہ لگا جانے یا علیٰ

مشکل بھی مشکلات سے دوچار ہو گئی
جب اس نے میرے منہ سے سنا جانے یا علیٰ

نقوی کے پاس ایک ہی نسخہ تھا لکھ دیا
ہر درد کی بنے گی دوا جانے یا علیٰ



علیٰ والے

خدا کے دین سے الفت دکھاتے ہیں علیٰ والے
خوشی سے آج بھی گردن کھاتے ہیں علیٰ والے

علیٰ کے نام پر آئے گی جو وہ موت شیریں ہے
کٹا کر سر زمانے کو بتاتے ہیں علیٰ والے

لگایا تھا جو خیبر میں لگایا تھا جو خندق میں
وہی نعرہ ہے جواب تک لگاتے ہیں علیٰ والے

خدا کا دین یہ قرآن یہ ایمان کی دولت
بچاتے آئے ہیں اب بھی بچاتے ہیں علیٰ والے

وہ وعدہ جو شہیدوں نے نبھایا دشت میں نقوی
وہی وعدہ ہے جواب تک نبھاتے ہیں علیٰ والے



مرثیہ عونؑ محمدؐ کا

پرانی بی نسب علیہ السلام

فطرت بنا رہا تھا جب انسان کی خدا
بچوں سے پیار فطرت مادر میں رکھ دیا
اولاد کو بھی الفت مادر ہوئی عطاء
مولانا قبول کرتا ہے اس ذات کی دعا
عالیٰ بنایا مادر حسین کے لئے
ماں کی دعا وسیلہ ہے کوئیں کے لئے
ماں گھپ اندھیری رات میں ہوتی ہے مثل نور
اس ذات سے ہے شفقت اللہ کا ظہور
اس کی ہی کوکھ سے ہوا معصوم کا ظہور
ماں خلق کی تو آگیا خالق کو بھی غرور
گریب دعائیں دے تو اثر ہو جنم جنم
اس کے کرم سے ہوتا ہے اللہ کا کرم

خالق کی خلقتوں کا وسیلہ اسی سے ہے
انسانیت کا آج قبیلہ اسی سے ہے
عورت کی ذات صنف جمیلہ اسی سے ہے
بچوں کے روزی رزق کا حیلہ اسی سے ہے

ماں نام ایک دوسرا انساں سے پیار کا
کتنا عظیم روپ ہے اس شاہکار کا
ماں اک سراپا پیار ہے اللہ کی طرح
عالم میں آشکار ہے اللہ کی طرح
یہ قلب کا قرار ہے اللہ کی طرح
اس ذات میں وقار ہے اللہ کی طرح
اولاد جلنے لگتی ہے جب تیز دھوپ میں
یہ سایہ دار پیڑ ہے انساں کے روپ میں

عالم میں یہ صفاتِ خدا وند کی امیں
پیدا ہوں جس سے لعل و جواہر یہ وہ زمیں
شمغ خدا کا نور ہے اس ذات کی جیں
گر یہ اٹھا دے ہاتھ تو انکار پھر نہیں

اولاد کوئی ماں سے اگر رشتہ توڑ دے
خالق بھی ایسے شخص کو مشکل میں چھوڑ دے

اولاد سو بھی جائے جو دنیا سے بنے خبر
ماں پھر بھی چونک چونک کے اٹھتی ہے دات بھر
بچوں کی خواہشات کو رکھتی ہے معتبر
کس کی مجال ڈال دے ان پر بری نظر

ہر دور میں یہ بچوں کے دل کا قرار ہے
آن غوش اس کی سایہ، پرور دگار ہے

ہر ماں سے بچہ ہوتا ہے مانوس اس قدر
 جائے ہمک کے گود میں آجائے گر نظر
 سوتا ہے گھری نیندوہ گودی میں رکھ کے سر
 یہ لاڈ یاد رہتے ہیں پھر اس کو عمر بھر
 ماں باپ کی ہے حیثیت انساں کے واسطے
 اک خاص درد ہوتا ہے بس ماں کے واسطے
 گوجائے امن بچوں کی خاطر ہے ماں کا گھر
 بس ماں کی یاد آتی ہے مشکل میں ہو اگر
 اس کی دعائیں کرتی ہیں آسان ہر سفر
 بے نور ماں کی ذات کا ظلمات میں سحر
 اولاد ہو مریض تو اس کی دوا ہے ماں
 گر ہو کنیر فاطمہ مشکل کشا ہے ماں

جب بھوک ہو تو دودھ پلاتی ہے بار بار
 روئے اگر تو جھولا جھلاتی ہے بار بار
 سوئے نہ گر تو لوری سناتی ہے بار بار
 منہ چوم کر گلے سے لگاتی ہے بار بار
 بیمار ہو تو جاگتی رہتی ہے رات بھر
 انگلی سے گنگھی کرتی ہے گودی میں رکھ کے سر
 کپڑے بنانا کے پہناتی ہے ماں اسے
 الفاظ کتنے روز رٹاتی ہے ماں اسے
 کچھ دور ہو تو پاس بلاتی ہے ماں اسے
 سینے پہ تھکیوں سے سلاتی ہے ماں اسے
 بس اس کی زندگی کی دعا مانگتی ہے یہ
 کچھ اور نہیں اس کے سوا مانگتی ہے یہ

ہر ہر جتن وہ کرتی ہے اولاد کے لئے
ساعت ہر اک گزرتی ہے اولاد کے لئے
مرتی ہے بس تو مرتی ہے اولاد کے لئے
ڈرتی ہے بس تو ڈرتی ہے اولاد کے لئے

رکھتی ہے اپنے بچوں کو ہر وقت جوڑ کر
اولاد کو بچاتی ہے قانون توڑ کر
بچہ بھی بس ترپتا ہے اس ذات کے لئے
کہتا ہے بس اسی سے ہی ہربات کے لئے
امید باندھ لیتا ہے سوغات کے لئے
اس کی دعائیں لیتا ہے آفات کے لئے
گر پروش ہو بچوں کی ممتا کی چھاؤں میں
جنت وہ ڈھونڈ لیتے ہیں بس ماں کے پاؤں میں

مانوس ماں سے ہوتا ہے ہر طفیل اس قدر
انجان بھیڑ میں بھی جو آجائے وہ نظر
بچہ پھر اس کی گود میں ہوتا ہے جلوہ گر
روتا ہو تو چپ ہوتا ہے مادر کو دیکھ کر
پروان چڑھ کے سایہ عالی جناب میں
یہ گود یاد رہتی ہے اس کو شباب میں
پہلے تو گھنیوں سے چلاتی ہے اس کو ماں
انگلی پکڑ کے چنان سکھاتی ہے اس کو ماں
جو گر پڑے تو جھک کے اٹھاتی ہے اس کو ماں
گودی میں پھرا اٹھا کے بٹھاتی ہے اس کو ماں
گر کر جو چوٹ کھائے اٹھاتی ہے بھاگ کر
تیمار داری کرتی ہے راتوں کو جاگ کر

انسان کے ہیں سماج میں رشته جدا جدا
 رشته کوئی بھی ماں کے برابر نہ ہو سکا
 اس کا نہ قرض ہو سکے اولاد سے ادا
 محتاج تھے اسی کی دعاؤں کے انبياء
 ماں کو خدا نے سب کا سہارا بنا دیا
 ہر ڈوبتے ہوئے کا کنارا بنا دیا
 گرمسلک ہو خانہ زہراء سے کوئی ماں
 بن جائے اپنی ذات میں وہ میر کارواں
 معیار تربیت کا وہ رکھتی تھیں یہیاں
 جس کی گواہی دیتا ہے عاشور کا سماں
 ماں کی ایک دشت میں معراج ہو گئی
 باطل کی سلطنت وہاں تاریخ ہو گئی

بیٹی کی کوئی فاطمہ زهراء سی ماں ہو گر
 بچپن وہ زیر سایہ حیدر کرے بسر
 وہ بی بی جو ہے ماوں میں ایک ذات معتبر
 کیوں اس کی تربیت میں نہ ہواں قدر اثر
 اولاد بھوک پیاس میں ثابت قدم رہے
 مشکل گھڑی میں بھی سرتلیم خم رہے
 اُس ماں کے اگر عون و محمد سے لال ہوں
 اتنے حسین ہوں کہ وہ یوسف جمال ہوں
 جوفن جنگ و حرب میں بھی باکمال ہوں
 بچے ہوں ایسے دشت میں جو بے مثال ہوں
 پھر کیوں نہ ہوں وہ حضرت نبّ کے دل کا چین
 اور ان پر فخر کیوں نہ کرے خواہر حسین

زینب کے سامنے میں شری اور کے ساتھ ہوں
بچپن سے اب تک علی اکبر کے ساتھ ہوں
بالی سکینہ کے علی اصغر کے ساتھ ہوں
قائم کے ساتھ ثانی حیدر کے ساتھ ہوں

سنتے رہے ہوں ماں سے جو بچپن سے ایک بات
بچو! تمہاری جان ہے اسلام کی حیات
اکثر کہا یہ کرتی تھی بچوں کو بیٹھ کر
بیٹو امام وقت کے بچے ہیں معتبر
آئے برا جو وقت محمدؐ کی آل پر
تم پہل کرنا جنگ میں پھر باندھ کر کر
گر دین مصطفیٰ پہ برا وقت آ پڑے
بنخشوں گی میں نہ دو دھنہ باطل سے گر لڑے

حیدرؒ کا خون ہو جو ہو کمن تو کیا ہوا
گھوڑوں پہ بیٹھنا نہیں ممکن تو کیا ہوا
عباش نامور بھی ہیں ضامن تو کیا ہوا
رہنا پڑے اگر مجھے تم بن تو کیا ہوا

بس جب بھی آئے جنگ کا ہنگام جا سکو
میری خوشی ہے دین کے کچھ کام آ سکو

بچوں پس کے بات اثر اس قدر رہا
آتا جب ان کے سامنے اکبر سا مہ لقا
جھکتے تھے احترام سے بچے جدا جدا
معلوم تھا شبیہ پیغمبر کا مرتبہ

وہ سرجھکائے رہتے تھے سرور کے سامنے
ماں سے نہ لاؤ کرتے تھے اکبر کے سامنے

کرتی بیان خندق و خیر کے واقعات
اکثر سناتی حیدر صدر کے واقعات

کہتا تھا عوّت جوش میں پھر باندھ کر کمر
عمو کے ہو کرم کی اگر ہم پہ بھی نظر
اماں تمہارے حکم پہ کٹوا دیں اپنا سر
زینب کی بات کا تھا محمد پہ یہ اثر
بولا قسم ہے مجھ کو رسول امین کی
میری رگوں کا خون امانت ہے دین کی
سن کر یہ سب گلے سے لگاتی تھی غمزدہ
ان کو لباس جنگ پہنانی تھی غمزدہ
گودی میں ان کو جھک کے اٹھاتی تھی غمزدہ
ناد علیٰ کا ورد کراتی تھی غمزدہ

دونوں کے بستروں کو بناتی تھی رات کو
آتا جو پیار ناز اٹھاتی تھی رات کو
سہلا کے پیٹھے لوری سناتی تھی رات کو
اکثر تھک تھک کے سلاتی تھی رات کو
سو جاتے جب تو سینکڑوں دیتی دعائیں تھی
جھک جھک کے چوم چوم کے لیتی بلا کیں تھی
شہر سے اپنے کہتی کیا دور آگیا
آل نبی کو آج ہے مشکل کا سامنا
ابن علیٰ کو ہم پہ سلامت رکھے خدا
بیٹھے ہماری لاج رکھیں سیجھے دعا
زہراء کے لال کو جو میں مشکل میں پاؤں گی
بچوں کو ساتھ لے کر میں نصرت کو جاؤں گی

فرماتے وہ کہ دین پہ سب کچھ مرا نثار
 دیتا ہوں تم کو عون و محمد کا اختیار
 گرچھوڑنا پڑے تمہیں بی بی یہ گھر یہ بار
 تم کو ہے اذن نصرت حق کا وفا شعار
 میں ہوں تمہارے ساتھ نہ گھبرا یو بھی
 بچوں کو ساتھ لے کے چلی جائیو ابھی
 پھر رت بدل گئی وہ زمانہ بدل گیا
 دور یزیدیت میں ترانہ بدل گیا
 یثرب میں گھروہی تھے گھرانہ بدل گیا
 دشمن وہی تھے ان کا نشانہ بدل گیا
 کرنے لگا یزید جو دین میں خراب
 اس کے مقابلے کو چلا اہن بو تراب

کرب و بلا کے دشت میں یہ قافلہ رکا
 ابن رسول فوج سُمگر میں گھر گیا
 عاشر کی شب آگئی ہونے کو تھی وغا
 زینب نے ماتھا چوم کے بچوں سے یہ کہا
 بیٹوں تمہاری جان بھی جائے نہ ہو گا غم
 اکبر پر کوئی آنج نہ آئے مری تم
 دونوں نے ہاتھ جوڑ کے اماں سے یہ کہا
 ہم پر یقین کیجئے اکبر کا واسطہ
 دین خدا کے نام پڑونے کی دیں رضا
 دین خدا جو نفع سکے اماں تو باخدا
 ہم کیوں نہ جائیں لڑنے اسی وقت رات کو
 خطرہ ہے کل جوان سے شہ کائنات کو

عاشور کا دن آ گیا زہرا کے لال پر
ساتھی ہوئے نثار شرع خوشحال پر
منڈلانے لگی موت بھی یوسف جمال پر
تحا جذبہ جہاد بھی اپنے کمال پر
زینب سے آ کے اکبر ذیشان نے کہا
دوازن اے پھوپھی کہ میں میدان کو چلا
بولی یہ ماتھا چوم کے وہ غم کی بتلا
اے میرے لال تجھ کو سلامت رکھے خدا
تم میں پھوپھی کی جان ہے ہم شکل مصطفیٰ
تم کو پونہی دعائیں میں دیتی رہوں سدا
یہ کہہ کے ساتھ لا میں وہ دلبر کوشہ کے پاس
منہ چوم کر بٹھا دیا اکبر کوشہ کے پاس

نظریں جھکا کے کہنے لگی اے امام دیں
مجبور ہے بہن مری جھولی میں کچھ نہیں
پیاسی ہے خون کے لئے اس دشت کی زمیں
کیوں جنگ کے لباس میں ہیں اکبر حزیں
یہ کیا غضب نشانی احمد کو بھیج دو
اکبر کی جگہ عون و محمد کو بھیج دو
کہہ کر گئی یہ خیہے کے اندر وہ غمگسار
لے آئی دونوں بیٹوں کو باہر وہ حق شعار
پھر جھک گئے سلام کو دونوں وہ ایک بار
شہ نے لگایا چھاتی سے پھر ہو کے اشکبار
بولے کہ کمنی میں بیباں میں بھیج دوں
کیسے اے بہن بچوں کو میدان میں بھیج دوں

یہن کے ہاتھ جوڑ کے دونوں نے یہ کہا
عمو تمہیں ہے بالی سکینیہ کا واسطہ
اذنِ جہاد دیں اے شہنشاہ کربلا
شہ نے بہا کے اشک کہا جاؤ مر جبا

گویا کہ مدعای میری بی بی کو مل گیا
چہرہ خوشی سے ثانی زہراء کا کھل گیا
پھر لائی خیمه گاہ میں بچوں کو نوحہ گر
پہنا دیا لباس نیا باندھ دی کمر
بولی علی کے شیر ہو کس بات کا ہے ڈر
تمواریں کھینچ کھینچ کے لڑنا ہے بے خطر

بتلا دو ان کو ماہر جنگی فنون ہو
دنیا کہے کہ فاتح خیبر کا خون ہو

تیار کر کے لائیں برادر کے سامنے
ابن علی کے ساقی کوثر کے سامنے
صدقے کو لے کے آگئیں اکبر کے سامنے
دونوں ادب سے جھک گئے سرور کے سامنے

کرتے ہوئے زبان سے ناد علیٰ کا ورد
ان کو پھرایا اکبر ناشاد کے چوگرد

نکلے کچھ اس طرح سے یہ پچھے خیام سے
تینیں نکال رکھی تھیں باہر نیام سے
گونجا وہ ریگزار درودو سلام سے
عباش ساتھ لائے بڑے اہتمام سے

زینب بھی آن کر در خیمه پر رک گئیں
رخصت کے بعد شکر کے جدے میں جھک گئیں

پھر کر کے مدد فلک کی طرف رو کے یہ کہا
 یارب تیری رضاہی میں زینب کی ہے رضا
 مقبول ہو کنیز کی اک اور التجا
 رکھنا نبیؐ کے گھر کو سلامت مرے خدا
 گردشت میں نہ اکبرؐ و اصغرؐ کو کھوؤں گی
 میں پھر کبھی نہ عون و محمدؐ روؤں گی
 افواج بڑھ کے آگئیں پھر اس مقام پر
 مطلق ڈرے نہ بچے بھی اس اژدها م پر
 بولے کے ہو درود ہمارے امام پر
 تم اپنی جان دیتے ہو باطل نظام پر
 باطل پہ ہے یزید حقیقت یہ جان لو
 آ جاؤ حق پہ چھوڑ کے یہ بات مان لو

یہ بات سن کے آگئے پھر طیش میں لعین
 آئے مقابلے کو الٹ کر وہ آتیں
 بولا یہ عون بھائی سے رہنا مرے قریں
 جملے کئے وہ بڑھ کے کہ تھراء گئی زمیں
 عباں کے سکھائے ہوئے وار کر دیئے
 کچھ ساعتوں میں سینکڑوں فی النار کر دیئے
 چھوٹے کو گھیر لیتی تھی جب شام کی سپاہ
 بھائی جھپٹ کے کرتا تھا اس فوج کو تباہ
 لڑتے ہوئے بھی رکھتا تھا چھوٹے پہ وہ نگاہ
 حملوں سے ڈر کے ڈھونڈتے پھرتے تھے سب پناہ
 کچھ کر بلا کے دشت میں اس طرح رن پڑا
 لوگوں کو یاد آگئی صفين کی وغا

اک دوسرے سے کہتے تھے ملعون و بدگھر
بچ نہیں یہ حیدر و صدر کے ہیں پس

ہٹ جاؤ پچھے ورنہ نہ پاؤ گے اپنے سر
چھپ چھپ کے وار کرنا نہ آنا نہیں نظر

دیکھو تو ان کے چہروں پر کیسا سکون ہے
ان کی رگوں میں فاتح خیر کا خون ہے
جب بھی پچھاڑتے تھے عدو کو یہ ناز نہیں
شکر خدا میں جھکتی تھی شیر کی جیں
کہتے تھے پاس آ کے بہن سے امام دیں
معلوم بھی ہے جنگ کا احوال یا نہیں

دشمن کی جان آئی ہوئی ہے و بال میں
بچ وہ جنگ کرتے ہیں دشت قتال میں

چھپ چھپ کے وار کرنے لگاں پوہلے
زخموں سے چور چور ہوئے دونوں ناز نہیں
اب عون کی نظر میں محمد کہیں نہیں
وہ زخم تھے کہ خون میں غلطائی ہوئی جیں

چھوٹا گھرا تو بھائی کو دینے لگا صدا
بھائی لپک کے بھائی کی امداد کو چلا

پہنچا تو دیکھا خون میں محمد ہوا ہے تر
وہ ضعف ہے کہ کچھ بھی نہیں ہے اسے خبر
پاؤں نہیں رکاب میں ڈھلکا ہوا ہے سر
بھائی سے عون نے کہا دیکھو ذرا ادھر

جا کر سنبھالا اس کی پکڑ کر کلائی کو
نظریں اٹھا کے بھائی نے پھر دیکھا بھائی کو

پہنچے جو نبی مدد کے لئے شاہ بھروسہ بر
 بھاگے لعین تو ہو گئے پامال وہ پسر
 دیکھا جو حال پھٹ گیا شبیر کا جگر
 دونوں کی شہ کے چہرے سے ہتھی نہ تھی نظر
 نظریں بتا رہی تھیں ہوئی منزلیں تمام
 اور منہ سے بار بار نکلتا تھا ماں کا نام
 دونوں کو لائے خیسے میں جب شاہ بھروسہ بر
 تعظیم کو اُٹھی وہیں نسب برہنہ سر
 آنکھوں سے خون پوچھ کے وہ بولی نوحہ گر
 خواہش ہو تو بیان کرو آنکھ کھول کر
 بولے یہ آرزو ہے کہ سرور کی خیر ہو
 اماں یہ قتل گاہ ہے اکبر کی خیر ہو

اتنے میں ان پہ ہونے لگے ہر طرف سے وار
 وہ وقت آیا جس کا تھا زینب کو انتظار
 مشکل تھا راہوار پہ کیسے رہیں سوار
 دونوں کے گرد تنگ ہوا اور بھی حصار
 کہتا تھا عون میرے برادر کو چھوڑ دو
 اے ظالمو نشانی مادر کو چھوڑ دو
 گرنے لگے تو دی یہ صدا اے امام دیں
 نام حسین لیتے ہوئے جھک گئی جبیں
 محروم دید شاہ نہ رہ جائیں ہم کہیں
 سر کاٹنے کی فکر میں ہیں دشت میں لعین
 عموجو ہم سے ہو گئی تقصیر بخش دیں
 مشتاق دید ہیں ہمیں تو قیر بخش دیں

دونوں کے منہ پر موت کے آثار تھے عیاں
 ما تم کنایا تھیں بچوں کے چوگرد یہیاں
 ہر آنکھ اشکبار تھی ہر سمت تھی فغاں
 تڑپے تڑپ کے موت کی کچھ آئیں ہچکیاں
 ہاتھوں میں دونوں گود کے پالے گزرنگے
 جیتی تھی جن کو دیکھیے کے وہ لال مر گئے
 دسویں کا دن جو ڈھل گیا چھائی رہی قضا
 سراکبر جواں کا بھی تن سے ہوا جدا
 بازو کٹا کے سو گئے عباس با وفا
 صبر و رضا دکھاتی رہی بنت مر ٹھے
 سب کے لئے تو روئی بہت ثانی بتول
 بیٹوں کی یاد میں نہ ہوئی وہ ذرا ملوں

شام غریباں لٹ گئی اولادِ مصطفیٰ
 خیموں میں آگ لگ گئی اس باب سب جلا
 زینب بی ہوئی تھی ہر اک دل کا آسراء
 تب بھی نہ اشک یاد میں بچوں کی اک گرا
 پھر قید ہو کے اہل حرم شام کو چلے
 نیزوں پر دیکھتی رہی وہ گود کے پلے
 چادر بغیر وہ گئی بازارِ شام میں
 رسی میں بندھ کے آگئی دربارِ عام میں
 لڑتی رہی اکیلی یزیدی نظام میں
 اہل حرم کی ڈھال تھی ظالم عوام میں
 ہے قید اتنی سخت کہ جینا محال ہے
 بچوں کے غم میں اشک گریں کیا مجال ہے

عوٽ و محمد اے مرے بچو کہاں ہوت
ماں کو وہیں بلا لو اے بیٹو جہاں ہوت

آخر کو وہ صعوبت زندگی
صد حیف کہ سکینہ بھی ہاتھوں میں مر گئی
مشکل کی یہ خلیج بھی وہ پار کر گئی
عبد کے ساتھ چھوٹ کے زندگی سے گھر گئی

عباش نامور کو شہ مشرقین کو
روئی نہیں وہ بچوں کو روئی حسین کو
داخل ہوئی جو گھر میں عزدار کر بلاء

زینب کو جونہی بچوں کا بستر نظر پڑا
پھر صابرہ میں ضبط کا یارا نہیں رہا
صد میں سے خاک پر گری اور بین یہ کیا

پھر آئے یاد عوٽ و محمد کے لاڈ پیار
اور گھنیوں وہ چنانا کھڑے ہونا بار بار
تلا کے بولنا وہ خفا ہونے کا شعار
بانہیں گلے میں ڈال کے کہنا کہ ہم ثار
ہر یاد اُن کی خون رُلاتی تھی ہر گھری
جرے میں اُن کے آنسو بہاتی تھی ہر گھری
بچوں کی شے ہر ایک اٹھاتی تھی بار بار
آنکھوں سے اس کو اپنے لگاتی تھی بار بار
لبی کو شے ہر ایک رُلاتی تھی بار بار
کرتوں کو کھول کھول دکھاتی تھی بار بار
پھر پوچھتی تھی بنسیوں والے کدھر گئے
کوئی بتائے گود کے پالے کدھر گئے

نوحہ حضرت علیٰ علیہ السلام

تابوت علیٰ کا اٹھتا ہے ہر آنکھ سے آنسو جاری ہے
عالم پر اُسی چھائی ہے ہر دل پر اک غم طاری ہے

اس حال میں کیسے دیکھی گئی اب زخمی ہوا سر بابا کا
اب منہ کو کلیجہ آتا ہے زینب پر یہ لمحہ بھاری ہے

وہ چہرہ زہر سے زرد ہوا جو وجہ عبادت عالم میں
کچھ دیر کے مہماں ہیں مولا توار کا گھاؤ کاری ہے

دل کو تسلی دیتی تھی پھر اوڑھ کر ردا
پچے بنتیجے بھائی موئے سارا گھر لٹا
شکر خدا ہے دین محمد تو نج گیا
پھیلا کے ہاتھ کرتی تھی بی بی یہ پھر دعا
صدقہ قبول ہو مرا فدیہ قبول ہو
راہِ خدا میں یہ مرا ہدیہ قبول ہو

تم پر علیٰ کی بیٹی ہمارا سلام ہے
جن کے طفیل آج بھی حق کا نظام ہے
روزہ نماز اب بھی خدا کا کلام ہے
اللہ اور رسول کا عالم میں نام ہے

نقوی ہماری بی بی نے مقصد تو پا لیا
بچوں کو دے کے دین محمد بچا لیا

آغاز ہوا یہ کربل کا اللہ حرم کی خیر کرے
باطل کی حسینی لشکر سے یہ لڑنے کی تیاری ہے

رویا ہے بہت نقوی کا قلم ہے اس کو بہت اندوہ والم
وہ ہم سے پچھرتا ہے جس کی کل عالم پر سرداری ہے



زینب اور سجاد

زینب اور سجاد زینب اور سجاد
دونوں ہی کی محنت سے یہ دین ہوا آباد

اک زھراء کی لاڈلی تھی اور ایک حسین کا لال
اک نے بیٹھ دیئے اک نے صبر کھایا کمال
شام غریباں لٹ گئی چادر کرتی رہی فریاد
زینب اور سجاد زینب اور سجاد

بعد عصر لٹا کر سب گھر رہ گئے تنہا امام
ایسے وقت سنجالا زینب نے وہ سارا نظام
بن گئی ڈھارس سب کی بی بی ہو کر خود برپا
زینب اور سجاد زینب اور سجاد

نقوی قید سے چھٹ کر خون ہی روتے رہے سجاد
 بس نہ سکا گھر زینب کا کچھ ایسے ہوئے بر باد
 ان دونوں کی محنت ہے جو ہر گھر ہے آباد
 زینب اور سجاد زینب اور سجاد



طوق پہن کر چلتے چلتے تھک گیا میرا امام
 زینب ہے بے پردہ لوگو آگیا ہے اب شام
 بالوں سے منہ اپنا چھپاتی ہے اب وہ ناشاد
 زینب اور سجاد زینب اور سجاد

ساتھ حرم بے پردہ ہیں اور آگیا اب دربار
 بیڑیاں پہنے بھیڑ سے گزرا کیسے وہ بیمار
 کوئی نہیں جو آ کے کرا دے عابد کو آزاد
 زینب اور سجاد زینب اور سجاد

کٹ گئے سب سر لٹ گئے خیسے رہ گیا بس بیمار
 بھائی گنو کر پردہ لٹا کر نہیں ہے سالار
 کیسے اجزی دشت میں لوگو زھراء کی اولاد
 زینب اور سجاد زینب اور سجاد

قطعہ

تجھ میں دم ہے تو لا مثال علیٰ
آگ میں کیوں حسد کی جلتا ہے
جب نبی نے کہا علیٰ " مولا
کس لئے تیرا دم نکلتا ہے



حروف پذیرائی

ڈاکٹر ابو الحسن نقوی اب رثائی ادب میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔ وہ ان خوش بخت و خوش نصیب سخنوروں میں ہیں جو ایک جذبہ صادق کے ساتھ تو اتر سے دینی ادب کے ذخیرے میں گراں بہا اضافہ کر رہے ہیں۔ یوں تزوہ حمد، نعت، منقبت اور سلام میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں لیکن مرشید اُن کا خاص میدان ہے جو میرے نزدیک ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اُن کا تازہ مرشیدہ حضرت عون و محمدؐ کے حال میں ہے جو اس کتاب کی زینت ہے۔ اس مرشیدے میں جہاں رثائیت کی پیشتر خصوصیات ملتی ہیں وہاں زبان و بیان کے اعتبار سے بھی اس میں سادگی کے ساتھ پرکاری موجود ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نقوی صاحب کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور وہ یونہی تسلسل کے ساتھ یہ ملی اور ادبی خدمت انجام دیتے

رہیں۔

پروفیسر حسین سحر

(ملتان)